

جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
و کھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فَبِشْحَانِ الَّذِي أَخْرَجَ الْأَعْوَى

اليس الله بكان

أمره شامخاً ردياً قاصداً

فان کو درویش شافع ہوتا ہے

ایک طر
چکر پور ایک طر

خاکس
قاسم علی

30

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲. یوم پنجشنبه - مورخ ۲۸ و ۲۹ و ۳۰

حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی کے حلق پریش سے اگرچہ پہلی تکلیف باقی تھی لیکن تاہم حضور اپنی نصائح و تقاضا پر جماعت احمدیہ کو مستفید فرما رہے ہیں۔ بیعت کرنے والوں کا ماننا لگ رہا ہے دن میں کئی کئی بار بیعت لی جاتی ہے ۲۶ دسمبر کو بہت سی خواتین نے بیعت کی آپ نے بیعت کے بعد پنجابی میں ایک تقریر فرمائی۔ باہر سے آنی والی خواتین کی تعداد دو سو کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب و حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب محفلوں کو آرام پہنچانے میں دن رات کمر بستہ نظر آتے ہیں۔ میاں عبداللہ خان صاحب ان کے معاون ہیں۔ ۲۶ دسمبر سے باقاعدہ طور پر کارروائی جلسہ شروع ہے۔ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب بہ حیثیت فکر ٹری صبح سے شام تک جلسہ میں موجود رہتے ہیں۔ اور یہ امر متوجہ مسرت دیکھ رہے ہیں کہ تشیخہ الافغان میں جن امور کی طرف

پیغامی اب تک کیوں
صدر انجمن احمدیہ کے ممبر ہیں
ہم خود نہ صرف
اپنی رائے سے کہتے
ہیں۔ بلکہ مختلف
معززین و معتبرین جماعت احمدیہ سے بلکہ اس نتیجہ
تک پہنچے ہیں۔ کہ وہ جو صدر انجمن کو ٹوٹا ہوا سمجھتے
ہیں۔ اور اس کے مقابل پر ایک اور انجمن بنا
چکے ہیں۔ اور یہاں اغراض سلسلہ میں نہ صرف کہ
خود چیز نہیں دیتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی منع کرتے ہیں
اور عقائد میں بھی ہمارے مخالف ہو گئے ہیں۔ ہرگز اس
قابل نہیں کہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر رہ سکیں اسلئے

انہیں جہاد کے نام پر قائم تھے اور ان کے فوجی رول
 سے انجمن کی ممبری سے نکال دینا چاہئے۔ یہ ہمیں
 افسوس ہے۔ کہ صدر انجمن اب تک کیوں اس بارے
 میں پس و پیش کر رہی ہے اسوقت قریباً تمام
 بیروتی انجمنوں کے سکریٹری و پریزیڈنٹ بھی جمع
 ہیں۔ اور جماعت کے کئی ہزار قائم مقام موجود ہیں
 جب سب کی یہ رائے ہے کہ اخراج ہونا چاہئے
 تو پھر اسکے مطابق کارروائی ہونی چاہئے۔
(امروہی کی طفلانہ حرکت) امروہی مفلوج جس کی
 اطلاع گذشتہ فاروق میں پیغام ہوس لاہور میں داخل ہوئی شائع
 کی گئی تھی آج ایک اشتہار ”اعلان ضروری“ کے عنوان پر پیغامی
 گڑھے سے شائع کرتے ہیں جس میں لکھا: **یعلیٰ بعد علم شیخہ**
مصدق بنکر علاوہ اکاذیب صریحہ کے یہ لکھتے ہیں کہ میں حضرت
اولوالعزم فضل عمر امیدہ اللہ بنصرہ کو (جو خدا کا مقرر کردہ نبی
ہے) معزول کرتا ہوں۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ کیا محمد احسن
 بیبا مرلیض اور کجا معزولی مخالفت حقہ کا اعلان
 (مفصل آئندہ)

۱۔ اطلاع - بہرہ معرفت علیٰ صرف حیا صغریٰ کا اخبار شائع کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تجملہ فاروق

قادیان دارالدين والامان

مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء

مسیح موعود کی وحی مقدمہ

یا حدیث

(سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۱۹ء)

بعض نادان جو نام کے احمدی کہلاتے ہیں۔ وہ اپنی جہالت کے ثبوت میں جھٹ سے یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی وحی سے حدیث مقدم ہے

اور اسکی تائید میں بہت بے سرو پا استدلال ہی کرتے ہیں جنہیں سے بعض کا جواب اس سلسلہ مضمون کے نمبر ۱ میں لکھا جا چکا ہے اور چہ آج نمبر ۲ میں بتایا جاتا ہے

حضرت مسیح موعود کا مذہب

اسکی وجہ یہ نہیں کہ حدیث چونکہ رسول کا قول ہے اور قرآن خدا کا ایک ان میں اعلیٰ ہے اور ایک ادنیٰ اسلئے قرآن مقدم ہے بوجہ اعلیٰ ہونے کے حدیث پر جو ادنیٰ ہے حالانکہ حضرت اقدس جانتے تھے کہ رسول کا قول اپنا نہیں ہوتا۔ بلکہ حسب منطوق آیت قرآنی

وما یطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی وہ بھی وحی سے ہوتا ہے لہذا رسول کا قول اور خدا کا قول نہ ایک دوسرے کے خلاف ہے اور نہ ایک

دوسرے پر مقدم ہے اور ان میں اعلیٰ و ادنیٰ کا فرق ہے کیونکہ رسول کا قول بھی خدا ہی کا قول ہوتا ہے تو پھر یہ وجہ

فرق یا تقدم کی ہرگز نہیں۔ بلکہ کوئی اور وجہ ہے تو اب معلوم یہ کرنا چاہئے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے ایسا کیوں فرمایا کہ ”قرآن مقدم ہے حدیثوں پر سو اسلئے واسطے خود مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف سے ہی ان مقامات کو دیکھ لو۔ جہاں جہاں ایسا فرمایا ہے کہ حدیث پر قرآن مقدم ہے سو ظاہر ہو جائیگا کہ ہر جگہ حضرت صاحب نے وہ وجہ جس کے باعث قرآن مقدم ہے حدیثوں پر بیان فرمادی ہے اور وہ یہ ہے

قرآن مجید یقینی ہے اور حدیث ظنی

جیسا کہ اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہیں۔ کہ ”اسوال کے اگر نہایت ہی نرمی کریں۔ تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے اور ظن وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے پھر ایمان کی بنیاد محض ظن پر رکھنا اور خدا کے قطعی و یقینی کلام کو پس پشت ڈال دینا کون سی عقلمندی اور ایمانداری ہے“

دیکھئے حضرت صاحب کے مندرجہ بالا قول میں اس وجہ کا صاف ذکر ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم کو مقدم کرتے ہیں حدیث پر اور وہ صرف یہی وجہ ہے کہ حدیث ظنی علم ہر جیسے احتمال کذب کا ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو اور وہ رسول کریم نے نہ فرمائی ہو۔ اور راوی نے اپنے علم و فہم کے مطابق کچھ کا کچھ سمجھ کر روایت کر دیا ہو۔ لیکن قرآن مجید قطعی و یقینی ہے جس میں کذب کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ اسلئے قرآن کریم مقدم ہے حدیثوں پر۔ پس حکم عدل کے اس قول سے ہمیں قرآن مجید کے مقدم کرنا یا یہ ایک معیار یا قیاس آگیا کہ حضرت اقدس کے نزدیک مقدم وہ ہے جو یقینی اور قطعی ثبوت رکھتا ہو اور موقوفہ ہے جو ظنی اور احتمال کذب پر مشتمل ہو۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ معیار پر حضرت اقدس کی وحی اور احادیث موجودہ کو پرکھو تو یقیناً ایک احمدی کو جو مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کو یقینی و قطعی کلام خدا والہام بالہی مانتا ہے حضرت صاحب کی وحی مقدم کرنی پڑے گی۔

احادیث پر کیونکہ احادیث موجودہ ظنی ہیں اور حضرت صاحب کی وحی قطعی۔ اور حضرت صاحب کے الہام وحی کے قطعی یقینی ثبوت کا ثبوت ہی خود حضرت صاحب کی زبان و قلم مبارک سے ہی نکلا ہوا ہے کتاب مواہب الرحمن کے صفحہ ۶۹ پر یہ ہے

ذلك بان وحی الحکم مشرقہ غرض و قد جی من شجرۃ یقینہ۔ یعنی مسیح موعود کی وحی وہ تازہ پہل ہے جو یقین کے درخت سے چنا گیا۔ خلاصہ یہ کہ حضرت صاحب نے قرآن کو حدیث پر اسلئے مقدم کیا ہے کہ روایات احادیث ظن کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے ورنہ ایمان ہاتھ سے جائیگا ان الفاظ کا یقینی من الحق شہیداً“ (اعجاز ۲۸) پس اسی معیار پر ہم کہتے ہیں کہ مسیح موعود کی وحی مقدم ہے احادیث پر کیونکہ احادیث موجودہ ظن کا مرتبہ رکھتی ہیں جیسا کہ اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۸ والے حوالے سے اور نقل ہو چکا۔ اور حضرت صاحب کی وحی یقینی ہے جیسا کہ مواہب الرحمن کے صفحہ ۶۹ والے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے۔ پھر اگر حکم کا فیصلہ ہی نہ مانا جائے تو پھر وہ حکم کس چیز کا؟ (اعجاز صفحہ ۲۸)

منکرین کے

استدلال پر نظر

بعد ازیں اب ہم اس حوالہ پر نظر کرتے ہیں جس کو استدلال کے طور پر منکرین نبوت احمدیہ اپنی کم علمی سے اس نبوت میں پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وحی سے حدیث مقدم ہے اور یہ حوالہ مواہب الرحمن کے صفحہ ۶۹ پر بالفاظ درج ہے۔

وان القرآن مقدم علی کل شیء و وحی الحکم یمقدم علی احادیث ظنیۃ بشرط ان تطابق القرآن و حیۃ مطابقتہ قامتہ و بشرط ان تكون الاحادیث غیرہ مطابقتہ للقرآن و توجد فی قدرہا فی الفہم المقصود صحف مطہرات“

(ترجمہ) اور قرآن سب پر مقدم ہے اور حکم کی وحی ظنی احادیث پر مقدم ہے بشرطیکہ حکم کی وحی قرآن کے بکلی مطابق ہو۔ اور بشرطیکہ وہ احادیث جن پر حکم کی وحی کو مقدم کرنا ہے قرآن کے مطابق نہ ہوں اور اس حدیث کے قصص قرآن کے قصص کے خلاف ہوں۔

اس حوالہ پر غیر مبایعین کے دعویٰ کا سارا مدار ہے لیکن

نہیں لیا جاتا جیسے کہ ہم کسی غیر احمدی کو تبلیغ کرتے ہوئے کہیں کہ بتاؤ تمہارے علماء میں سے کون شخص عربی میں حضرت صاحب کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اس سے اگر کوئی شخص یہ مفہوم نکال لے کہ کہنے والا غیر احمدی علماء کی تو نفی کرتا ہے اس کے نزدیک شاید بعض احمدی علماء حضرت صاحب سے فصیح و بلیغ عربی کہنے میں بڑھے ہوئے ہیں تو ایسا مفہوم لینا اس کی جہالت ہوگی کیونکہ کہنے والے نے تو صرف غیر احمدی علماء کا ذکر کیا ہے۔ احمدی علماء کا تو اسمیں کوئی ذکر نہیں پھر یہ کیونکر نتیجہ نکال لیا کہ احمدی علماء عربی کہنے میں قائل کے نزدیک ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یا مثلاً ہم کہیں کہ غیر احمدی علماء میں سے کسی نے حضرت صاحب کی پر توحید اعجازی عربی کتب کا مقابلہ نہیں کیا تو کیا اس کا مفہوم مخالف کوئی عقلمند یہ لے سکتا ہے کہ کہنے والے کے نزدیک احمدی علماء میں سے کسی نے ضرور مقابلہ میں عربی لکھی ہوئی احمدی علماء کا ذکر ہی نہیں صرف غیر احمدی علماء کے متعلق بیان ہے اسی طرح حضرت صاحب کی سوچ والی مندرجہ بالا عبارت میں اتنا ہی ذکر ہے کہ فلاں قسم کی احادیث پر میری دلی مقدم ہے اس سے یہ کس طرح نکالا کہ باقیوں پر مقدم نہیں ہو سکتا ہے کہ باقیوں پر بھی مقدم ہو۔ مگر ذکر نہ ہو یا یہ کہ مقدم نہ ہو۔ مگر مؤثر بھی نہ ہو۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ ہم ان منکرین نبوت سے پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں کس جگہ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ احادیث منقولہ میری دلی مقدم ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ غلط فہمی یہ ہو سکتی ہے کہ مواہب الرحمن دینی عبارت میں چونکہ باقی حدیثوں پر اپنی جہی کے تقدم کا کوئی ذکر نہیں کیا اسلئے سمجھا گیا کہ باقی احادیث مقدم ہیں مسیح موعود کی دلی پر۔ سو یہ نری جہالت ہے جس کا ہم نے پہلے اچھی طرح قلع و قمع کر چکے ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ باقی حدیثوں پر نہ حکم کی دلی مقدم ہو۔ اور نہ احادیث دلی پر مقدم ہوں۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ زید کو بیٹ پکھاڑ نہیں سکتا۔ تو اس کا لاجی نتیجہ یہ نہیں نکالتا کہ زید مجھے پکھاڑ سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ نہ وہ شخص زید کو پکھاڑ سکتا ہے نہ زید اسکو دونوں برابر ہیں۔ فرض اسق الہ متنازعہ میں سے

ہمیں ہم پلہ غور سے دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا حوالہ میں تو اس بات کا ذکر ہے کہ دلی مقدم ہے نہ کہ اس بات کا کہ احادیث مقدم ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ منشا رہتا کہ میری دلی پر قرآن و حدیث مقدم ہیں تو آپ یوں فرماتے کہ قرآن سب پر مقدم ہے۔ پھر احادیث مقدم ہیں نہ کہ قرآن مقدم ہے پھر حکم کی دلی مقدم ہے۔ ہاں یہ عبارت ذرا غور طلب ضرور ہے اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میری دلی پر حدیث پر مقدم نہیں بلکہ صرف اس حدیث پر مقدم ہے جو حدیث قرآن مجید کے خلاف ہو۔ اور میری وہ دلی جو قرآن مجید کے مطابق ہو۔ مگر ذی فہم انسان کو ذرا سوچنا چاہئے کہ کیا یہ سورہ المہم جبری السدی علی الانبیاء کی دلی کی بس اسی قدر شان ہے کہ آپ کی دلی یقینی کو جو بلفظ کلام الہی ہے۔ صرف اس حدیث پر تقدم ہے جو حدیث قرآن کے خلاف ہو۔ اور تقدم ہی تب ہوگا۔ جبکہ وہ دلی قرآن کے مطابق ہو۔ اتنی بات تو ایک ادنی عقل کا انسان ہی جو قرآن مجید کو خدا کا کلام یقینی کرتا ہو کہہ سکتا ہے کہ یہ شان تو ایک محمولی مسئلہ کے کلام کو بھی حاصل ہے حتیٰ کہ ثناء و السد جیسے دشمن حق کے کلام کے متعلق بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ثناء و السد ایڈیٹر الہدیث کا کلام مقدم ہے احادیث ظنیہ پر لٹٹیکہ وہ کلام اس کا مطابق ہو قرآن کے اور وہ احادیث مخالف ہوں قرآن کے۔

کیا کوئی منکر صداقت و معاند نبوت احمدیہ خواہ حکیم مرہم جیسی ہی کیوں نہ ہو کہہ سکتا ہے کہ ثناء و السد کا وہ قول جو قرآن سے مطابقت نامہ رکھتا ہو اس حدیث سے مقدم نہیں جو حدیث قرآن کے خلاف ہو۔ یقیناً اس کا سیاہ دشمن نبوت احمدیہ کے نزدیک ہی ثناء و السد کا ایسا قول مقدم ہوگا ایسی احادیث سے۔ پھر پہلا مسیح موعود کی دلی کی (جو یقینی اس اعلیٰ مرتبہ کا کلام ہے جس کا نام درج بالا والا کلام ہے) یہ کیا خصوصیت ہوگی جس پر حضرت اقدس اسقدر زور دے رہے ہیں۔ فت برداد و تفکر و

مفہوم مخالف فرض پہلا جواب تو یہ ہے کہ اس حال مستند میں صرف اس قدر ذکر ہے کہ حکم کی دلی فلاں قسم کی احادیث سے مقدم ہے یہ ذکر نہیں کہ باقیوں سے مؤخر ہے۔ اور یہ خوب یاد ہے کہ ہر بات کا مفہوم مخالف

نہیں لیا جاتا جیسے کہ ہم کسی غیر احمدی کو تبلیغ کرتے ہوئے کہیں کہ بتاؤ تمہارے علماء میں سے کون شخص عربی میں حضرت صاحب کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اس سے اگر کوئی شخص یہ مفہوم نکال لے کہ کہنے والا غیر احمدی علماء کی تو نفی کرتا ہے اس کے نزدیک شاید بعض احمدی علماء حضرت صاحب سے فصیح و بلیغ عربی کہنے میں بڑھے ہوئے ہیں تو ایسا مفہوم لینا اس کی جہالت ہوگی کیونکہ کہنے والے نے تو صرف غیر احمدی علماء کا ذکر کیا ہے۔ احمدی علماء کا تو اسمیں کوئی ذکر نہیں پھر یہ کیونکر نتیجہ نکال لیا کہ احمدی علماء عربی کہنے میں قائل کے نزدیک ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یا مثلاً ہم کہیں کہ غیر احمدی علماء میں سے کسی نے حضرت صاحب کی پر توحید اعجازی عربی کتب کا مقابلہ نہیں کیا تو کیا اس کا مفہوم مخالف کوئی عقلمند یہ لے سکتا ہے کہ کہنے والے کے نزدیک احمدی علماء میں سے کسی نے ضرور مقابلہ میں عربی لکھی ہوئی احمدی علماء کا ذکر ہی نہیں صرف غیر احمدی علماء کے متعلق بیان ہے اسی طرح حضرت صاحب کی سوچ والی مندرجہ بالا عبارت میں اتنا ہی ذکر ہے کہ فلاں قسم کی احادیث پر میری دلی مقدم ہے اس سے یہ کس طرح نکالا کہ باقیوں پر مقدم نہیں ہو سکتا ہے کہ باقیوں پر بھی مقدم ہو۔ مگر ذکر نہ ہو یا یہ کہ مقدم نہ ہو۔ مگر مؤثر بھی نہ ہو۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ ہم ان منکرین نبوت سے پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں کس جگہ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ احادیث منقولہ میری دلی مقدم ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ غلط فہمی یہ ہو سکتی ہے کہ مواہب الرحمن دینی عبارت میں چونکہ باقی حدیثوں پر اپنی جہی کے تقدم کا کوئی ذکر نہیں کیا اسلئے سمجھا گیا کہ باقی احادیث مقدم ہیں مسیح موعود کی دلی پر۔ سو یہ نری جہالت ہے جس کا ہم نے پہلے اچھی طرح قلع و قمع کر چکے ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ باقی حدیثوں پر نہ حکم کی دلی مقدم ہو۔ اور نہ احادیث دلی پر مقدم ہوں۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ زید کو بیٹ پکھاڑ نہیں سکتا۔ تو اس کا لاجی نتیجہ یہ نہیں نکالتا کہ زید مجھے پکھاڑ سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ نہ وہ شخص زید کو پکھاڑ سکتا ہے نہ زید اسکو دونوں برابر ہیں۔ فرض اسق الہ متنازعہ میں سے

نہیں لیا جاتا جیسے کہ ہم کسی غیر احمدی کو تبلیغ کرتے ہوئے کہیں کہ بتاؤ تمہارے علماء میں سے کون شخص عربی میں حضرت صاحب کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اس سے اگر کوئی شخص یہ مفہوم نکال لے کہ کہنے والا غیر احمدی علماء کی تو نفی کرتا ہے اس کے نزدیک شاید بعض احمدی علماء حضرت صاحب سے فصیح و بلیغ عربی کہنے میں بڑھے ہوئے ہیں تو ایسا مفہوم لینا اس کی جہالت ہوگی کیونکہ کہنے والے نے تو صرف غیر احمدی علماء کا ذکر کیا ہے۔ احمدی علماء کا تو اسمیں کوئی ذکر نہیں پھر یہ کیونکر نتیجہ نکال لیا کہ احمدی علماء عربی کہنے میں قائل کے نزدیک ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یا مثلاً ہم کہیں کہ غیر احمدی علماء میں سے کسی نے حضرت صاحب کی پر توحید اعجازی عربی کتب کا مقابلہ نہیں کیا تو کیا اس کا مفہوم مخالف کوئی عقلمند یہ لے سکتا ہے کہ کہنے والے کے نزدیک احمدی علماء میں سے کسی نے ضرور مقابلہ میں عربی لکھی ہوئی احمدی علماء کا ذکر ہی نہیں صرف غیر احمدی علماء کے متعلق بیان ہے اسی طرح حضرت صاحب کی سوچ والی مندرجہ بالا عبارت میں اتنا ہی ذکر ہے کہ فلاں قسم کی احادیث پر میری دلی مقدم ہے اس سے یہ کس طرح نکالا کہ باقیوں پر مقدم نہیں ہو سکتا ہے کہ باقیوں پر بھی مقدم ہو۔ مگر ذکر نہ ہو یا یہ کہ مقدم نہ ہو۔ مگر مؤثر بھی نہ ہو۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ ہم ان منکرین نبوت سے پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں کس جگہ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ احادیث منقولہ میری دلی مقدم ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ غلط فہمی یہ ہو سکتی ہے کہ مواہب الرحمن دینی عبارت میں چونکہ باقی حدیثوں پر اپنی جہی کے تقدم کا کوئی ذکر نہیں کیا اسلئے سمجھا گیا کہ باقی احادیث مقدم ہیں مسیح موعود کی دلی پر۔ سو یہ نری جہالت ہے جس کا ہم نے پہلے اچھی طرح قلع و قمع کر چکے ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ باقی حدیثوں پر نہ حکم کی دلی مقدم ہو۔ اور نہ احادیث دلی پر مقدم ہوں۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ زید کو بیٹ پکھاڑ نہیں سکتا۔ تو اس کا لاجی نتیجہ یہ نہیں نکالتا کہ زید مجھے پکھاڑ سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ نہ وہ شخص زید کو پکھاڑ سکتا ہے نہ زید اسکو دونوں برابر ہیں۔ فرض اسق الہ متنازعہ میں سے

نہیں لیا جاتا جیسے کہ ہم کسی غیر احمدی کو تبلیغ کرتے ہوئے کہیں کہ بتاؤ تمہارے علماء میں سے کون شخص عربی میں حضرت صاحب کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اس سے اگر کوئی شخص یہ مفہوم نکال لے کہ کہنے والا غیر احمدی علماء کی تو نفی کرتا ہے اس کے نزدیک شاید بعض احمدی علماء حضرت صاحب سے فصیح و بلیغ عربی کہنے میں بڑھے ہوئے ہیں تو ایسا مفہوم لینا اس کی جہالت ہوگی کیونکہ کہنے والے نے تو صرف غیر احمدی علماء کا ذکر کیا ہے۔ احمدی علماء کا تو اسمیں کوئی ذکر نہیں پھر یہ کیونکر نتیجہ نکال لیا کہ احمدی علماء عربی کہنے میں قائل کے نزدیک ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ یا مثلاً ہم کہیں کہ غیر احمدی علماء میں سے کسی نے حضرت صاحب کی پر توحید اعجازی عربی کتب کا مقابلہ نہیں کیا تو کیا اس کا مفہوم مخالف کوئی عقلمند یہ لے سکتا ہے کہ کہنے والے کے نزدیک احمدی علماء میں سے کسی نے ضرور مقابلہ میں عربی لکھی ہوئی احمدی علماء کا ذکر ہی نہیں صرف غیر احمدی علماء کے متعلق بیان ہے اسی طرح حضرت صاحب کی سوچ والی مندرجہ بالا عبارت میں اتنا ہی ذکر ہے کہ فلاں قسم کی احادیث پر میری دلی مقدم ہے اس سے یہ کس طرح نکالا کہ باقیوں پر مقدم نہیں ہو سکتا ہے کہ باقیوں پر بھی مقدم ہو۔ مگر ذکر نہ ہو یا یہ کہ مقدم نہ ہو۔ مگر مؤثر بھی نہ ہو۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ ہم ان منکرین نبوت سے پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں کس جگہ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ احادیث منقولہ میری دلی مقدم ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ غلط فہمی یہ ہو سکتی ہے کہ مواہب الرحمن دینی عبارت میں چونکہ باقی حدیثوں پر اپنی جہی کے تقدم کا کوئی ذکر نہیں کیا اسلئے سمجھا گیا کہ باقی احادیث مقدم ہیں مسیح موعود کی دلی پر۔ سو یہ نری جہالت ہے جس کا ہم نے پہلے اچھی طرح قلع و قمع کر چکے ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ باقی حدیثوں پر نہ حکم کی دلی مقدم ہو۔ اور نہ احادیث دلی پر مقدم ہوں۔ بلکہ دونوں ہم پلہ ہوں۔ جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ زید کو بیٹ پکھاڑ نہیں سکتا۔ تو اس کا لاجی نتیجہ یہ نہیں نکالتا کہ زید مجھے پکھاڑ سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ نہ وہ شخص زید کو پکھاڑ سکتا ہے نہ زید اسکو دونوں برابر ہیں۔ فرض اسق الہ متنازعہ میں سے

تناقض کے حکم کی وحی مقدم نہیں۔

(۲) اور جو حدیث قرآن کے مخالف ہے وہ بخلیفت قرآن چھوڑتے ہیں پھر حضرات غیر مبایعین بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے حکم کی وحی کی کیا شان اور خصوصیت ہوں۔ پس ہمارے ناظرین ان غیر مبایعین سے زور کے ساتھ مطالبہ کریں کہ مواہب الرحمن والی حوالہ مندرجہ صدر کے اگر یہی معنی ہیں جو حضرات غیر مبایعین لیتے ہیں تو پھر حکم عدل کی وحی کی کیا فضیلت ہے یہ بات تو ثناء اللہ اور لیکچر ام اور ایک شتمن اسلام کے قول کو بھی حاصل ہے جبکہ اسکا قول عین مطابق قرآن ہو تو وہ مقدم ہوگا اس حدیث ظنی پر جو مخالف قرآن ہو۔ مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کی اسمیں کیا خصوصیت یا فضیلت۔ آئینہ نمبر ۳ میں مواہب الرحمن والی عبارت کے معنی انشاء اللہ ہم بتائیے کہ کیا ہیں۔ فانتظار

۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء

۲۲ دسمبر کو سوادہ نیچے کے قریب حضرت خلیفہ ثانی باوجود تاساری طبع مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے۔ اور وہ عظیم شاعر اللہ فاعلہا من تقویٰ القلوب پر نہایت مؤثر اور ہمارے فریض میں یاد دلانے والا خطبہ فرمایا آپ نے بتایا کہ ایک انسان کی انسانیت بعض انسانوں سے اس قدر بید ہو جاتی ہے کہ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ اس قابلیت کا تخصیص ہی انسان ہی ہے وہ اسے معبود بنا لیتے ہیں یہ فرق صرف عقل ہی کا ہے اسی طرح بعض لوگوں کے نزدیک ایک بات بالکل معمولی ہے اور دوسرے اسمیں ہزار ہا عرفان کی باتیں پاتے ہیں۔ لہٰذا کوئی لوگ روز کہاتے ہیں ایک نہیں دس دس بیس بیس مگر مرزا مظہر جان جانا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک لڈو کہا شروع کیا تھا ایک ایک درہ الٹا کر اپنے احسانات الہی کا ذکر شروع کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا یہ فرق صرف عرفان ہی کا تھا۔

یہاں امریکی کا ایک تیج اپنی لیڈی کے ساتھ آیا۔ اس نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا۔ آجکو

دعویٰ بروت ہے ہمیں معجزہ دکھاؤ۔ اب ہم سب جو حضور میں حاضر تھے اسی خیال میں تھا کہ حضرت اقدس ابھی کوئی تقریر فرماتے ہیں کہ نشان فوری طور پر یوں نہیں دکھائے جاتے یا اور کوئی ایسا جواب دینگے مگر آپ نے فرمایا۔ تم معجزہ ہو۔ وہ حیران ہوئے تو فرمایا کہ دیکھو بچیس برس پیشتر جبکہ مجھے اور قادیان کو کوئی دور کا آدمی جانتا بھی نہ تھا۔ یہ ابام ہو کر یا تو دن من کل فجر عیدتی اور اسی سال میں تم ہی آگے یہاں ہر روز آدمی آتے ہیں۔ اب ان ایام میں تو دنیا بڑی شان و شوکت سے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھے گی اگر کئی ہیں۔ جو ان نشانوں کو دیکھتے ہیں اور کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری ہستی کے جو دلائل ہیں ان کی تعظیم و تکریم تقویٰ القلوب ہے یہاں قادیان کا ہر غیر احمدی مہندو سکھ ایک نشان ہے۔ پھر ہر احمدی کا وجود ایک نشان ہے بلکہ یہاں کی ہر ایک عمارت عمارت کی ایک ایک امینٹ شعار اللہ میں داخل ہے اور زبردست نشان۔ حضرت صاحب نے تو لاکھوں نشان فرمائے میں کہتا ہوں لاکھوں تو قادیان میں مل سکتے ہیں کڑوڑ در کڑوڑ نشانات ہیں مگر ضرورت ہے ان آنکھوں کی جو ان کو دیکھیں۔ اور ان تقویٰ سے پڑو لوں کی جو ان کی تعظیم کریں یہاں کی تکریم کا حکم تو یوں ہی حدیث میں ہے پھر جو یہاں شعار اللہ سے ہو۔ انکی تعظیم تو خصوصیت سے واجب ہوئی پس ہمارے قادیان میں رہنے والے دوست مہانوں کا خصوصیت سے خیال رکھیں۔ ان کی خدمت کریں اسی طرح یہاں اپنے میزبانوں کو نشان الہی سمجھیں۔ ان سے برکات حاصل کریں۔

۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء

عصر۔ حضرت خلیفہ ثانی نے سورہ یونس کے رکوع اول کی آیت لہو الذی جعل الشمس ضیاء والقمی نوراً پڑھیں دیا۔ آپ نے نہایت عجیب عجیب معارف و حقائق و تائید سے سامعین کو بہرہ اندوز فرمایا ضیاء اور نور میں فرق بتلایا اور چونکہ ضیاء نیز روشنی

۲۵ دسمبر ۱۹۱۶ء

دن کو حافظہ روشن علی صاحب کی تقریر مستورات میں ہوئی جو ساٹھ ستر کے قریب آچکی ہیں عصر کینت حضور درس کے لئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے مگر ایک درخواست پر خطبہ نکاح پڑھا جس میں آپ نے بتایا کہ ہر چہ گیر و علتی علت شود نکاح کا جو طریق سیدنا محمد رسول اللہ صلم نے بتایا کقدر سادہ تھا اور یہ خطبہ کقدر حکمتوں پر مبنی مگر لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسے کسی نے شریعت کو لغت سمجھا اصل بات یہ ہے کہ نماز روزہ زکوٰۃ یہ سب اس محبوبہ پر مل تک پہنچے کا فریض ہیں رسول کی اجنت اسلئے ہوتی ہے کہ وہ اس محبوبہ کو لوگوں کو پہنچا دیں بلکہ اس ملا دیں اسکی آواز نہ سنا اسکا کھانا ماننا اسکا اتباع نہ کرنا اور صرف اپنے ناکہ روزہ پر نازاں رہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی گاڑی پر چڑھ کر اپنے محبوب کے دروازے تک پہنچے اور پھر ڈیڑھ می پر ملانے والا تو ہے کہ میں کچھ محبوبہ ملاؤں اور وہ

کوہی کہتے ہیں اسلئے اس اعتراض کا ذکر فرمایا جو کہتے ہیں کہ تورات کے لئے ضیا دیا ہے اور قرآن مجید کے لئے نور اور فرمایا کہ نور تو خدا تعالیٰ کا نام بھی ہے اللہ نور السموات والارض پس قرآن مجید کو نور کہنا تو اسکی افضلیت کا نشان ہے۔ دوم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے سراج منیر آفتاب فرمایا اور ضیاء تو شمس سے نکلنے والی روشنی کا نام ہے پس اگر تورات ضیا تھی تو اب اس کے مقابلہ میں حدیث ضیا نہ پھر اپنے لتعلموا اعدائکم والحقاب سے اس طرف متوجہ کیا کہ جیسے نبی کریم کی بعثت کا وقت اہل علم کو معلوم ہو سکتا تھا۔ اسی طرح مسیح موعود کی بعثت کا وقت ظاہر ہے مگر یہ لوگ مانتے نہیں۔ پھر بتایا کہ اگر اتنا علم نہیں تو کم از کم تقویٰ سے کام لیتے اور اختلاف بیل و نہار سے فائدہ اٹھاتے جب رات انتہا کو پہنچتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب دن نکلنے کا وقت ہے پس یہی وجہ ہے کہ اتنی گمراہی کی تاریک رات کے بعد روح کا آفتاب نہ چڑھے اسی طرح یہ لوگ دیکھتے کس کے اقبال کا سوج دن بدن طلوع ہوتے ہیں اور کس کا غروب پر اور یوں ہی صداقت معلوم ہو جاتی۔